مطبوعات

طرابلس سے حجاز تک | جناب مولانا محمد یوسف قریشی - ناشر: موتمر المولفین، جامعہ اشرفیہ پشاور
قیمت: ۱۰/- روپے۔

یہ ایک سفرنامہ ہے جو قدرے پرانا ہو جانے کی وجہ سے زیادہ پُرلطف ہو گیا ہے۔ اس کی تاریخِ اشاعت جون ۱۹۸۵ء ہے۔ مولانا اعتکاف بیٹھنے گئے تھے اور جا پہنچے طرابلس و حجاز تک۔

ع ستارہ می شکنند، آفتاب می سازند

رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ گزرا تو جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ لیبیا کی طرف سے پاکستانی علما کے ایک وفد کو طرابلس میں ہونے والی کانفرنس میں شرکت کے لیے مدعو کیا گیا۔ اس میں مولانا محمد یوسف قریشی کا نام گرامی بھی شامل تھا۔ پھر این او سی اور کرنسی وغیرہ کے مسائل کا چکر شروع ہو گیا۔ ۱۳ اگست ۱۹۸۲ء کو اس سفر کا آغاز ہو گیا۔ طرابلس میں جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ کی طرف سے استقبال کیا گیا، وفد کو فندق باب البحر میں ٹھہرایا گیا۔ ۱۴ اگست کو کانفرنس کا افتتاحی اجلاس ہوا۔ استاد احمد الشریف، سری لنکا کے وزیر، ماریشیس کے وزیر اور رابطہ عالم اسلامی کے نمائندہ کی تقریر ہوئی۔ بعد کے اجلاس میں بہت سی اہم تقاریر ہوئیں۔ بعد میں قرار دادیں پاس ہوئیں۔ مختلف حضرات کے دیئے ہوئے عشائیوں کا بیان ہے۔

یہاں سے حج و عمرہ کا راستہ نکلنے کی صورت جس طرح پیدا ہوئی اس کا تفصیلی بیان محمد یوسف قریشی صاحب نے بڑی خوبی سے کیا ہے۔ ۱۵ اگست کو زائرین حرمین روانہ ہوئے اور شام کو جدہ ایئرپورٹ پر اترے۔

دلچسپ تفصیلات کا مطالعہ کرنے کے لیے اصل کتاب طلب کیجیے۔

سندھ کے حالات کی سچی تصویر از جناب محمد موسیٰ بھٹو ۔ ناشر: سندھ نیشنل اکیڈمی، پوسٹ بکس نمبر ۲۵۸ - حیدر آباد ۔ قیمت: ۱۵/- روپے

محمد موسیٰ بھٹو نے یہ کتاب لکھ کر بڑی قابلیت کا ثبوت دیا ہے ۔ آج جو نیا سندھ ابھر کر ہمارے سامنے ہے اس کی تشکیل میں ہندوؤں نے کیا اثرات ڈالے ۔ سیاسی نشاۃ ثانیہ (بمبئی سے علیحدگی کے دور) میں قومیت کی رو، نئی تحریکوں اور نئے فتنوں کے اثرات، سندھ کی سابق مسلم سیاست کے خدوخال، پاکستان سندھ اور "سندھ صبت" کا ظہور، پھر بھٹو صاحب کے خوفناک دور، لسانی ہنگاموں کے ظہور، نواب مظفر پارٹی کے منفی کردار، اور ۸۶ء کے حالات کی تفصیل، ان کڑیوں کو جوڑنے سے آج کے مسئلہ سندھ کو سمجھا جا سکتا ہے ۔

مسئلہ سندھ اور دوسرے تمام تخریبی مسائل نتیجہ ہیں، ملک کو کوئی نظریہ ومشن نہ دے سکنے اور شہریوں کو اس کے مطابق تعمیر نو میں مصروف نہ کر سکنے کا ۔ یہ کوتاہی جیسے پہلے تھی، آج بھی جاری ہے ۔ اس کے ہوتے ہوئے اہلِ اقتدار سوائے لیپا پوتی کے کچھ نہیں کر سکتے ۔

باقی کام دینی تبلیغ یا ادبی نگارشات کے دائرے کا رہ جاتا ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ کم از کم اب آخری مرحلے میں یہ دونوں کام زور شور سے ہوں، ورنہ دشمن قوتوں نے ہمارے لیے ایک خوفناک دھماکے کی پھر تیاریاں کر لی ہیں ۔

شعورِ حیات از جناب محمد یوسف اصلاحی ۔ ناشر: شفیق الاسلام فاروقی، اسٹاکسٹ، البدر پبلیکیشنز ۔ ۲۳ - راحت مارکیٹ، اردو بازار ۔ لاہور ۲

جناب محمد یوسف اصلاحی دینِ برحق کے سچے علمبردار اور اس کے تقاضوں کو پیش کرنے کے لیے بہترین ادیبانہ قلم رکھتے ہیں ۔ اسی کتاب میں انہوں نے ہمہ وقت درپیش مختلف موضوعات پہ آیات اور احادیث کی روشنی کی مدد سے نہایت اہم نکات کو نمایاں کیا ہے ۔ مضامین مختصر بھی ہیں، آسان بھی اور بہت سبق آموز بھی ۔ بہت سی باتیں سماجی اور نفسیاتی اصلاح کا ذریعہ ہیں ۔ اور ان چیزوں کی بڑی شدید ضرورت ہے، بلکہ خود دین نے بڑی خاص توجہ انسانی نفسیات کی اصلاح ہی پر صرف کی ہے ۔ امید ہے کہ اس آسان کتاب کی قدر کی جائے گی ۔

کُتب نما | سیرت سوسائٹی اسلام آباد۔ (پتہ اور قیمت میں کیا لکھوں؟ کہیں درج نہیں)۔

قطب نما تو آپ جانتے ہی ہیں، اس کی سوئی شمال کا رُخ بتاتی ہے۔ یہ کُتب نما ہے جس کی سوئی زندگی کی سمتِ سفر کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

دراصل بات تو چلی "اسلام آباد بک فیئر ۸۵" سے جس کا قصہ خالد رحمٰن سُناتے ہیں۔

"ہزاروں کی تعداد میں لوگ آئے، لاکھوں کی تعداد میں کتب فروخت ہوئیں۔ بہترین لٹریچر کا تعارف ہوا"۔

پھر اسلام آباد کے چند شاداب دل دوستوں نے "بک فیئر (عکاظ کتب) کی کامیابی کی مسرتوں میں ادبیات کا ایک مجموعہ (مجلّہ) شائع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اور وہ فیصلہ جب جامۂ عمل پہن چکا تو نہایت دیدہ زیب خوبصورت سفید کاغذ پہ ۱۵۰ صفحات کی ایک "کتاب الادب" چھپ کر رنگین ٹائیٹل کے ساتھ مارکیٹ میں آگئی۔

تلاش مضمون کی ہو یا انشائیہ کی، شوق سنجیدہ تحریر کا ہو یا مزاحیہ کا، دل طلب گار ہو افسانے یا شاعری کا — ڈھونڈنے والے کو سب کچھ ملے گا۔

ناموں کے لحاظ سے دیکھیں تو ڈاکٹر وحید قریشی، نسیم حجازی، پروفیسر خورشید احمد، ابن الحسن سید اور شان الحق حقی، تحسین فراقی، انور مسعود، عطا حسین کلیم کے ساتھ سرد سہارنپوری، سلمیٰ یاسمین نجمی، آباد شاہ پوری، پروفیسر محمود احمد غازی، محمد الیاس فاروقی، محمد طاہر منصوری، محمد اظہار الحق اور شفیق ہاشمی اور بیدل جونپوری کی شخصیتیں شریک محفل نظر آئیں۔ حتیٰ کہ اس محفل نے مجھے بھی نہیں بخشا۔

افغانستان کے متعلق اہم نظمیں شریک ہیں۔

شیشے کا گھر | از جناب محمد عبدالحکیم شرف قادری۔ ناشر: مرکزی مجلسِ رضا، پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶ لاہور۔ قیمت:

پہلے تو میں نام سے یہ سمجھا کہ بچوں کے لیے کہانیاں ہوں گی، مگر پڑھ کر دیکھا تو معلوم ہوا

کہ بزرگوں کے مقدس جھگڑے ہیں۔

مولینا احمد رضا خاں کے حلقے کے حضرات کا حملہ ہے اہلِ حدیث گروہ کے خلاف۔ اُدھر سے بھی شاید ایسا ہی ہوتا ہو۔ مگر وقت اور کاغذ اور سیاہی کا آج یہ کوئی قیمتی مصرف نہیں کہ ایک کلامی گروہ اور دوسرے کلامی گروہ یا ایک فقہی دھڑے اور دوسرے فقہی دھڑے کے درمیان وقتاً فوقتاً گولہ باری ہوتی رہے۔ کبھی شیشے کے گھروں سے اور کبھی لوہے کے گھروں سے۔ تم نے یہ لفظ کیوں لکھ دیئے؟ تم نے بات سے بات کیوں نکالی؟ تم نے حدیث کے ہوتے ہوئے یہ تصور کیسے اخذ کر لیا؟ اور تم نے عقل کے ہوتے ہوئے حدیث کو یوں سمجھا کیسے؟ علی ہذا القیاس۔ کام کرنے والوں کے ہاں غلطیاں بھی ہوتی ہیں، اختلافات بھی ہوتے ہیں مگر وہ کام کرتے ہیں۔ اور آج کے کرنے کا کام یہ ہے کہ آپ خدا فراموش، مادہ پرست اور ظالم قوتوں کی ساحری کا شکار ہونے والے کروڑوں کمزور انسانوں کو اسلام کے شہرِ حیات کے گلی کوچوں اور محلوں، عمارتوں کی سیر اس طرح کرائیں کہ وہ امن کے اس گھر کو اپنا مسکن بنالیں۔ موجودہ سیاست کے بگاڑ کو، موجودہ معیشت کے فساد کو، آج کی ثقافت کی جنس آلودگی کو، وقت کی تہذیب کے دولت پرستانہ مزاج کو، فلسفے اور سائنس کے ٹیڑھ کو جو انکارِ خدا سے پیدا ہوا۔ حنفی، دیوبندی، اہل حدیث اور بریلوی سب اپنی اپنی جگہ عنوانات بحث بنائیں اور اسلامی حقیقتوں اور صداقتوں سے تعصبات اور مغالطوں کے بند قفلوں کو کھولیں، یہاں تک کہ ایک نئی دُنیا سب کی نگاہوں میں جھلکنے لگے۔

اس مسابقت میں بریلوی حضرات آگے بڑھ جائیں تو مبارک، اہل حدیث بھائی دوسروں سے تیز رَو نکلیں تو مبارک اور دیوبندی قدم آگے بڑھا سکیں تو سب مبارک۔ سب ہمارے ہیں اور سب اگر صحیح فریضہ ادا کرنے میں منہمک ہو جائیں تو اتحاد بھی پیدا ہو جائے اور پچھلی غلطیوں کو بھول بھلایا بھی جا سکے۔

شیشے کے گھر میں تحریکِ مجاہدین کا جو خاکہ اُڑایا گیا ہے، وہی اس کتاب کا اصل مرکزی ماحصل بھی ہے۔ اس کے خلاف بھی قیاسات اور حوالے دونوں ملتے ہیں۔ اور اس وقت کے عوام بھی اتنے اندھے نہ تھے کہ وہ "جہادِ آزادی" کے امکانی مراحل کو نہ جانتے ہوں۔ ورنہ اتنی وابستگی اور اتنا ایثار کہاں سے آتا۔ تبصرہ کرنے والا اپنے دائرے میں محصور رہے۔

وہ جوابی تحقیق پیش نہیں کر سکتا۔

مؤلف قابلِ داد ہیں کہ بات بات پہ حوالے جمع کر کے اس چھوٹی سی کتاب کو خاصا تحقیقی رنگ دے دیا ہے۔

کاروانِ عزیمت (۱) مؤلف پروفیسر عبدالغنی فاروق ۔ ناشر ادارہ معارفِ اسلامی منصورہ، لاہور۔ مضبوط جلد، خوبصورت ٹائیٹل، کاغذ طباعت خوب، صفحات: ۴۹۶، قیمت: ۷۵/- روپے

مناسب قیمت میں تحریک اسلامی کی خدمت کر کے رخصت ہو جانے والے دس معیاری کارکنوں کا مفصل تذکرہ پیش کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر قاضی حمید اللہ، مولینا محمد علی مظفری، تاج الملوک، محمد باقر خاں، چوہدری محمد اکبر، مولینا عبدالعزیز، محترمہ حمیدہ بیگم، چوہدری نذیر احمد، پروفیسر عبدالحمید صدیقی اور مولینا معین الدین خٹک کی علمی و عملی خدمات پیش کرنے کے لیے پروفیسر فاروق صاحب نے مواد جمع کرنے کے لیے بڑی محنت کی۔ لوگوں سے ملاقاتیں کیں، مسودات اور خطوط حاصل کیے، انٹرویو لیے، رسائل و اخبارات کے فائل کھنگالے، سفر کیے اور پھر حاصل کردہ چیزوں کو بخوبی مرتب کیا۔ ان شخصیتوں کے حالات کا مطالعہ کرنے والے آدمی کو ایمان، اخلاق، دعوتِ حق اور حصولِ علمِ دین کے لیے تقویت ملتی ہے۔ اب ایسے لوگ کم ہوتے جا رہے ہیں۔

مؤلف اگر قدرے اختصار سے کام لیتے اور بعض بیانات کو تطویل و تکرار سے بچا کے صرف ٹھوس حقائق کو نمایاں کرتے تو ۵۰۰ صفحے کی کتاب میں ہم ۳۰، ۴۰ احباب رفتگان کے احوال کا مطالعہ کر سکتے۔ اُمید ہے کہ وہ اگلے ایڈیشن میں اس کو ملحوظ رکھیں گے۔

ان کے جذبۂ کار اور لگن کی دل سے ہم قدر کرتے ہیں۔ انھوں نے خوبصورت ادبی زبان میں کتاب لکھ کر بڑا کام کیا ہے اُمید ہے کہ نوجوان صفوں کے لیے یہ ذریعۂ تربیت و رہنمائی ہوگی۔

رموزِ شاعری از عزیز جبران انصاری ایم اے ۔ ناشر: عادل کتاب گھر سی ۲۸۶/۵۵ نصرت کالونی قدیم سکھر۔

آج کل کے اکثر شعرا علم عروض سے بے خبر اور اوزان و قوافی سے بے نیاز ہوتے ہیں

یہ ناواقفیت بھی اس کا سبب بنی کہ پہلے نظم آزاد اور پھر نثری نظم میں نئے اصحاب کو سہولت محسوس ہوئی۔ پھر زحافات سے ناواقفیت اور طریق تقطیع اور نظامِ قوافی سے بے تعلقی اس کا سبب بنتی ہے کہ کثرت سے اغلاط صادر ہوتی ہیں اور ہر غلطی کو جدّت یا جدیدیت کی نقاب اوڑھا دی جاتی ہے۔ عروض و اوزان کے متعلق پہلے بھی کتابیں موجود ہیں، مگر عزیز جبران انصاری کی تازہ کتاب رموز شاعری وقت کے ساتھ بڑی حد تک ہم آہنگ ہے اور انہوں نے ضروری باتیں بڑی خوبی سے ذہن نشین کرائی ہیں۔ شعری صنعتوں کا تذکرہ بڑا اہم ہے۔

ہمارے شاعر دوست کم سے کم اس کتاب کو ضرور پڑھ لیں۔

سندھ کی صورت حال | از ڈاکٹر اسرار احمد۔ ناشر: سندھ نیشنل اکیڈیمی، پوسٹ بکس نمبر ۲۵۸۔ حیدر آباد۔

جناب محمد موسیٰ بھٹو کی اسی موضوع پر ایک کتاب کا تعارف ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی یہ تقریر بھی انہیں تشویشناک حالات کی عکاس ہے جو سندھ میں پائے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا اپنا انداز بیان ہے۔ اس کا مطالعہ ملکی حالات کو سمجھنے میں مدد دے گا۔ اور یہ حقیقت بھی سامنے آجائے گی کہ بھارت اسرائیل گٹھ جوڑ نے کمیونسٹوں کی سرپرستی میں سرزمینِ سندھ میں بارودی سُرنگیں بچھادی ہیں۔

مجھے یاد ہے کہ زیرِ سطح سندھ کی انتہائی پُرخطر صورتِ حالات کے متعلق مولینا مودودیؒ نے ۶۵-۶۶ء کے حکمرانوں کو بعض افراد کے ذریعے مصدقہ تفصیلی رپورٹیں بھجوائی تھیں۔ مگر کچھ نہ ہوا۔ اُس وقت جس سرچشمہ کو ایک سوئی سے بند کیا جاسکتا تھا، اب اُسے روکنے کے لیے ہاتھیوں کی قطار بھی کافی نہیں ہوگی۔

خطرناک قومی مسائل سے ہماری حکومت کی بہ شانِ بے نیازی ہمیں کتنے ہی مصائب کے کوہلوؤں سے گذار چکی ہے۔ کاش کہ اب سندھ کے معاملے کو اربابِ اقتدار نہ صرف سمجھیں

بلکہ لیپاپوتی کی سیاست ترک کرکے گہرائی میں نشتر اُتار کر آپریشن کریں، ورنہ سنہ ۷۱ء جیسے ایک اور تلخ تجربے کے لیے تیار رہیں۔

مقبوضہ کشمیر میں کیا ہو رہا ہے؟ از عبدالہادی احمد۔ ناشر: محمد رشید عباسی امیر جماعت اسلامی آزاد جموں و کشمیر، عیدگاہ روڈ، مظفر آباد۔ آزاد کشمیر۔

یہ بڑا اہم پمفلٹ ہے۔ کرۂ ارضی کے جن بہت سے خطوں میں مسلمان اعدائے کے ظلم و ستم کی چکی میں پیس رہے ہیں۔ ان میں سے ایک خطہ مقبوضہ کشمیر بھی ہے جو ہماری عین سرحد پر واقع ہے۔ تاریخی حالات کے پس منظر کے ساتھ یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ مسلمانوں کی آبادی کو گھٹانے اور باہر سے غیر مسلموں کو لاکر بسانے کے علاوہ کشمیر کی آزادی کی آواز اُٹھانے والوں کو لاٹھی، گولی اور قید و بند کا نشانہ بنایا جارہا ہے اور تمام ریاست پولیس سٹیٹ میں بدل چکی ہے۔ اس ظلم و تشدد کی یلغار کا سب سے بڑا نشانہ جماعت اسلامی مقبوضہ کشمیر ہے، کیونکہ وہ آزادی چاہنے والی عوامی اکثریت کی ترجمانی کرتی ہے۔ تعلیم گاہوں سے اُردو اور اسلامیات کی تعلیم کو ختم کرکے اور مسلمانوں کے تمام مذہبی علائم کو مٹا کر الحاد اور دہریت اور ہندوازم کی تعلیم دی جارہی ہے۔ ہندی کو بطور خاص فروغ دیا جا رہا ہے۔ ٹیلی وژن کے ذریعے عریانی و فحاشی پھیلانے کے علاوہ مسلمانوں کے دین اور ان کے دینی طور طریقوں کی سخت تضحیک کی جاتی ہے۔ اور ان کی تاریخ کو مسخ کرکے ان کے بزرگوں کو ظالم ڈاکوؤں کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کو ملازمتیں نہیں ملتیں اور معاشی حالات خراب ہیں۔

پمفلٹ میں ضروری معلومات خوبصورت پیرایۂ بیان سے جمع کی گئی ہیں۔